1. اردو مشکلات میں : مقدمہ قوم کے سامنے

2. اردو کا کیس پارلیمنٹ میں

3. اتر پردیش میں اردو کے آئینی حقوق کی بحالی کے مطالبات کا چارٹر

1. اردو مشکلات میں : مقدمہ قوم کے سامنے:

حقائق ،تاریخ اور ملکی قانون کی رو سے اردو ایک ہندوستانی زبان ہے۔ ہندوستان کی بہت سی قومی زبانوں میں سے ایک ہے اور نہایت ممتاز ہے۔ یہ ہندوستان میں پیدا ہوئی ، پلی بڑھی ، پروان چڑھی اور صدیوں سے بہت سے مقاصد کے لئے استعمال ہو رہی ہے جن میں تعلیم ،ادب، کلچر، فلم اور تھیٹر، ریڈیو اور ٹیلی وژن ، دفتری اور عدالتی کام ،صحافت، تقریر، قابل فہم اور معقول گفتگو شامل ہیں۔ اس کا ادب عالمی معیار کا ہے ۔اردو ہندوستان کی عظیم کلچرل قومی وراثت کا اٹوٹ حصہ ہے اور یہ صدیوں سے ہندوستان کے تمام لوگوں میں مذہبی،لسانی،علاقائی یا طبقاتی فرق سے بالاتر رہ کر ہم آہنگی اور آپسی بھائی چارہ کے جذبے کو فروغ دیتی چلی آ رہی ہے اور آج بھی اسی عظیم قومی خدمت کی انجام دہی میں سرگرم ہے۔ لہٰذا ہم سب کا آئینی فرض ہے کہ ہم اپنے اس مالدار مشترک قومی کلچر کی وراثت کی قدر کریں اور اسے محفوظ رکھیں۔ وقت کے گزرتے اب اس بات میں کوئی شک نہیں رہ گیا ہے کہ اردو زبان و ادب اور کلچر کو ہندستان کی اس عظیم کلچرل قومی وراثت کے ناگزیر اجزا کی حیثیت سے باقی رکھے بغیر ایسا کرنا ممکن نہیں ہے۔

بیسویں صدی کے وسط میں جب ملک بڑی سیاسی تبدیلیوں کے انتشار زدہ دور سے گزرا تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض فیصلے جلد بازی میں کئے گئے۔ ان ہی فیصلوں میں سے ایک کا شکار ہندوستان کی سب سے بڑی زبان بھی ہوئی اور اس طرح اُس کے اپنے ہی جنم بھوم اور بول چال کے دیس میں اردو کے حقوق تہس نہس ہو گئے۔ بالآخر 26 جنوری 1950 کے مبارک دن ہندوستان کا جمہوری اور سیکولر آئین نافذ ہوا جس کی رو سے ہندوستان کے تمام شہریوں کو بلاتفریق جنس، ذات، مذہب، زبان، نسل، رنگ، تہذیب اور کلچر اس بات کا پکا بھروسہ مل گیا کہ آج کے بعد ہمارے ملک میں اس طرح کے نظریات نہیں چلیں گے کہ "صرف طاقت ہی برحق ہے" یا 'اکثریت آخر اکثریت ہے اس کا جو من چاہے کرے'۔ دوسرے الفاظ میں یہ قطعی طور پر طے پا گیا کہ اب اس ملک میں جنگل راج نہیں چلے گا۔ یہاں صرف آئینی حقوق اور قانون کی حکومت کو بالا دستی حاصل رہے گی۔ چنانچہ ڈاکٹر ذاکر حسین نے جو بعد میں ہندوستان کے تیسرے صدر جمہوریہ بنے ملک کا نیا آئین نافذ ہوتے ہی اس آئین پر پورے اعتماد کے ساتھ بیس لاکھ اردو والوں اور اردو حامیوں کے دستخطوں کے ساتھ صدر جمہوریہ ہند کو اردو کے حقوق کی بحالی کے تعلق سے ایک میمورینڈم پیش کیا جسے ہم اردو تحریک کے مناظر نامے میں میمورینڈم-1 کے نام سے یاد رکھ سکتے ہیں۔ اور اس طرح ایک دیرپا اور ناقابل مزاحمت تحریک کا آغاز ہوا جو آج کے دن تک جاری ہے۔(ضمناً اس خادم کو بھی اس میمورینڈم پر دستخط کرنے کا اعزاز حاصل ہوا تھا) اردو بولنے والی کمیونٹی کے افراد نے جو چند برس شش و پنج میں گزار چکے تھے احتجاج کر

نا شروع کیا اور مرکزی اور ریاستی حکومتوں سے مطالبہ کرنے لگے کہ وہ ان کے بچوں کی ابتدائی تعلیم کے لئے اردو میڈیم اسکول کھولیں اور غیر اردو میڈیم اسکولوں میں بھی اردو کو ایک لازمی زبان کی حیثیت سے پڑھانے کی سہولت فراہم کریں۔ اس کے علاوہ مرکز اور ریاستوں میں وہ اردو کو سرکاری زبان کا درجہ دینے کا مطالبہ بھی کرتے رہے ہیں۔ لہٰذا ان مقاصد کیلئے حصول آزادی سے آج تک ایک تحریک جاری ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آئین کی دفعات 14و15، دفعات 29و30، دفعہ 345، دفعہ 347، دفعہ 350، دفعات 350A و 350B، اور حکومت کی بار بار کی یقین دہانیوں اور اکا دکا اقدام کے باوجود نتائج کی رفتار سست رہی ہے۔ اس ضمن میں یہ بات بے حد قابل تشویش ہے کہ اردو کے ساتھ سب سے زیادہ حق تلفی اس کی اپنی اسٹیٹ یعنی یو پی میں ہوئی اور ابھی تک جاری ہے۔ ہندوستان کی آزادی کے بعد سے یو پی میں یکے بعد دیگرے سرکاریں بدلتی رہی ہیں اور ریاست کی اردو بولنے والی کمیونٹی کے بچوں کو پرائمری تعلیم تک بھی ان کی مادری زبان میں فراہم کرانے کی آئینی ذمہ داری کی ادائیگی میں بری طرح ناکام ہوتی رہی ہیں اور اس ضمن میں آئین کی اسپرٹ کے خلاف اردو کمیونٹی کی بھاری آبادی، اس کی تاریخ، اور اس کی بے پناہ خواہش اور مطالبات کو مسلسل نظر انداز کرتی چلی آ رہی ہیں۔ جب بھی کسی نئی سرکار کی حلف وفاداری کی تقریب منعقد ہوتی ہے تو مادر ہند کے ان بدقسمت ننھے شہریوں کے ماں باپ ایک بار پھر آئین اور قانون پر اپنے اعتماد کی تجدید کر لیتے ہیں اور امید کے خلاف امید کرتے رہتے ہیں کہ اس بار جو گورنمنٹ آ رہی ہے وہ یقیناً ان کے بچوں کی مادری زبان میں تعلیم کے ضمن میں آئینی حقوق اور تحفظات پر اسی طرح عمل درآمد کرائیگی جس طرح ملک میں دوسری مادری زبانوں والے بچوں کے لئے ہوتا ہے۔ اس کے برعکس ریاست میں کچھ بھی بدلتا رہے لیکن اردو پرائمری تعلیم کے معاملے میں حالات جوں کے توں رہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس صورت میں یو پی کی آبادی کے اتنے بھاری بھر کم اور اہم سیکشن کو کس طرح تشفی ملے؟ کیا اس طرح کہ جب بھی کوئی نئی گورنمنٹ ان کے بچوں کو اردو کی تعلیم فراہم کرنے میں ناکام ہو تو صرف چند آنسو جوان کے دل میں رہنے والے درد کے دباؤ سے ان کے رخساروں پر بہہ کر خشک ہو جائیں یا پھر اس امید موہوم کی تجدید کر کے کہ کبھی نہ کبھی، کسی نہ کسی دن، کچھ نہ کچھ خود بہ خود ہو جائے گا! بہرحال اس اعتبار سے ہمارے دور کے عالمی منظر نامے میں یو پی لسانی بے انصافی اور تہذیب سوزی کا بدترین کیس ہے۔ اس تہذیب سوزی سے نہ صرف اردو کو بلکہ ہماری مشترک تہذیب اور قومی اتحاد کو زبردست نقصان پہنچا ہے۔ اس لئے کم و بیش 65 سال تک عرضداشتیں دینے، زبانی اور تحریری عرض گزاریاں کرنے اور مایوسیاں سہنے کے بعد ریاست یو پی میں اردو کے آئینی حقوق کی بحالی کے لئے مطالبات کا یہ چارٹر پیش خدمت ہے۔ یہ چارٹر اسی تحریک کا پیش رفتہ مرحلہ ہے جو ڈاکٹر ذاکر حسین کی دستخطوں والی مہم سے شروع ہو کر گذشتہ 62 سال میں ایک با شعور، ناقابل مزاحمت اور عالمگیر تحریک بن چکی ہے اور آئینی حقوق کی بحالی کے لئے یہ جمہوری جدوجہد اس وقت تک حتماً جاری رہے گی جب تک اردو کا ایک ایک حق بحال نہیں ہو جاتا۔ چارٹر کا ایک مقصد یہ ہے کہ یو پی میں بھاری بھر کم اردو کمیونٹی کے اردو سے متعلق مسائل کو ان کے صحیح تناظر میں پیش کر دیا جائے اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ سرکار کے کام میں سہولت ہو جائے اور وہ اردو سے تعلق رکھنے والے مسائل کو حقائق، آئین و قانون اور یو پی کی آبادی کے ایک بہت بڑے سیکشن کی خواہش و مطالبہ کی روشنی میں قطعی طور پر حل کرنے کی پوزیشن میں آ جائے۔ اور یہ سوال ہمیشہ کے لئے پوچھا جانا بند ہو جائے کہ اردو کا مسئلہ کیا ہے اور سرکار کو اس میں کیا کرنا ہے اور کس طرح کرنا ہے۔

2. اردو کا کیس پارلیمنٹ میں:

یو پی میں اردو کے آئینی حقوق کی بحالی کے مطالبات کا چارٹر پیش کرنے سے پہلے ایک خوش گوار واقعہ کا ذکر یہاں نامناسب نہیں ہوگا جو 5اگست 2010 کو ہماری پارلیمنٹ میں وقوع پذیر ہوا:

لوک سبھا کا وقفہ صفر تھا۔محترمہ اسپیکر کی اجازت سے جناب ملائم سنگھ یادو نے اشتہارات کے معاملہ میں اردو اخبارات کے ساتھ غیر منصفانہ سرکاری پالیسی پر تبصرہ کرتے ہوئے خود اردو زبان پر تمام ملک اور ریاستوں میں ہونے والی ناانصافیوں کا ذکر تفصیل سے بیان کرنا شروع کر دیا۔اور اردو کے حقوق کی بحالی پر زور دیا۔بتدریج محترمہ اسپیکر، کیبنٹ کے اراکین، سرکار اور حزب اختلاف کے ممبران پارلیمنٹ اس بحث میں شریک ہوتے چلے گئے اور ان کی تعداد بی جے پی کے ممبران سمیت کافی بڑی ہوگئی۔اس مختصر جماعت میں ہر سیاسی نقطۂ نظر کی نمائندگی ہو رہی تھی۔سب کچھ اردو کے حق میں تھا۔مخالفت کی ایک آواز بھی نہیں سنائی دی۔حقیقت یہ ہے کہ پوری پارلیمنٹ متفق الرائے ہوگئی کہ مرکز اور ریاستوں میں اردو کے حقوق کی پامالی ہو رہی ہے۔لہٰذا اردو کے جملہ حقوق فوراً بحال کئے جائیں۔ہم یہاں بحث میں حصہ لینے والے بیشتر وزرائے کرام اور محترم ممبران کے بیانات کے مترجم اقتباسات این سی پی یو ایل کے نمائندہ میگزین **اردو دنیا** کے اکتوبر 2010 کے شمارہ سے نقل کر رہے ہیں:

جناب ملائم سنگھ یادو: اسپیکر صاحبہ، یہ سوال بہت اہم ہے۔۔۔اردو زبان ہندوستانی زبان ہے اور پورے سماج کی زبان ہے۔۔۔اگر کسی قوم کو ختم کرنا ہو تو پہلے اسکی زبان کو ختم کیا جاتا ہے۔آج بھی پانچ کروڑ سے بھی زیادہ لوگ اردو زبان میں پڑھتے لکھتے ہیں اور نوکریوں کے لئے امتحان دیتے ہیں۔۔۔لیکن آج اردو کو یہ کہہ کر مٹایا جارہا ہے کہ اردو ایک سماج کی زبان ہے۔یہ تھوپا جارہا ہے کہ مسلمانوں کی زبان ہے۔یہ مسلمانوں کی زبان نہیں یہ ہندوستان کی زبان ہے۔اس ملک میں راج کاج بھی اردو میں ہو چکا ہے۔آج اردو کی حالت خستہ ہوگئی ہے جبکہ یہ سب سے میٹھی اور ہر دل عزیز زبان ہے۔اس زبان کو مٹانے کیلئے سرکار سازش میں لگی ہے۔میں یہ بات اس لئے کہہ سکتا ہوں کہ سرکار اس طرف دھیان نہیں دے رہی ہے۔۔۔آزادی کی لڑائی میں اردو شاعروں اور لیڈروں کا اہم رول رہا ہے۔اردو اور ہندی دونوں زبانوں نے مل کر آزادی کی لڑائی لڑی تھی۔اردو زبان نے قربانی دینے کے لئے بہت جوش پیدا کیا تھا جبکہ آج اس زبان کو مٹانے کی بات ہو رہی ہے۔۔۔اتر پردیش میں پندرہ فی صد اردو پڑھنے والوں کی بھرتی ہوئی ہے، آپ جانچ کر سکتے ہیں۔۔۔اردو اساتذہ کی بہت بحالی ہوئی ہے، یہ ہزاروں میں ہے۔۔۔ایسے کچھ لوگ ہیں جو اسے ختم کرنا چاہتے ہیں۔عزت مآب میمبر یہاں بیٹھے ہیں، یہ جس سماج سے تعلق رکھتے ہیں اس میں سب سے زیادہ اردو بولی جاتی تھی اور آج بھی لوگ لکھتے پڑھتے ہیں۔کیا یہ مسلمان ہیں؟ یہ عقلمند ادیبوں کا سماج ہے جو ترقی کی راہ پہ گامزن ہے۔اردو زبان کا آزادی کی لڑائی میں بہت اہم رول رہا ہے۔لیکن آج خط و کتابت بند ہو رہی ہے۔آج اخبار بند ہوگئے، اشتہار بند ہوگئے۔آخر اشتہار بند کیوں کئے گئے؟۔۔۔۔۔ایک بار مرکزی حکومت نے گجرال کمیٹی کی رپورٹ اسی ہاؤس میں پاس کرائی تھی کہ اردو زبان کی ترقی کرائی جائے گی۔اسی ہاؤس کے ذریعہ ایک کمیٹی بیٹھی تھی جس کی صدارت سابق وزیر اعظم جناب اندر

کمار گجرال نے کی تھی۔اس وقت بھی پورے ملک میں اردو زبان کو اہمیت دی گئی تھی، یہ زبان 18 جنوری 1968 میں ہی دونوں ہاؤس کے ذریعے سرکاری تجویز کے طور پر پیش کی گئی تھی اور اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ تعلیمی اور ثقافتی ترقی کے نظریہ سے ہندی کے علاوہ 14 ہندوستانی زبانوں کی بھی ترقی ہونی چاہئے۔تمل اور تیلگو زبان کی ترقی ہونی چاہئے۔ہمارے ہندوستان میں جو 14 زبانیں ہیں ان میں اردو بہت اہم زبان ہے۔۔۔۔2 مئی 1972 کو پارلیمنٹ کے سامنے پروفیسر نورالحسن کے ذریعے یہ تجویز پیش کی گئی تھی اور اسکے بعد اردو کو ایک اہم قومی زبان مانا گیا تھا۔اگر آپ اس وقت (1972) کا ڈاٹا دیکھیں تو آپ دیکھیں گے کہ ہندوستان میں 5 کروڑ پندرہ لاکھ چھتیس ہزار ایک سو گیارہ لوگوں کی مادری زبان اردو ہے۔گجرال کمیٹی کی رپورٹ 8 مئی 1975 کو وزارت تعلیم کو موصول ہوئی تھی۔ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس پر سرکا نے کیا کیا ہے اور آگے سرکار کیا کرنا چاہتی ہے؟۔۔۔۔میں بولنا تو بہت چاہتا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس پر بحث کرادی جائے اور ہاؤس کی رائے لی جائے۔۔۔۔۔۔میں نے اس بارے میں پہلے ہی کہا کہ آزادی کی لڑائی میں اردو کا اہم رول رہا ہے، جس میں دہلی اردو اخبار کے ایڈیٹر مولوی محمد باقر کو بھی یہ اعزاز (شہادت) حاصل ہوا تھا اور 1857 میں **صادق الاخبار** کے ایڈیٹر جمال الدین کو باغیوں کی مدد کے الزام میں 3 برس کی قید بھی ہوئی تھی۔یہ انگریزی حکومت نے کیا تھا کیوں کہ انہوں نے آزادی کی لڑائی میں اس زبان کا استعمال کیا تھا۔۔۔۔۔۔اردو زبان کی طرف سرکا کا رویہ مخالفانہ ہے جب کہ اس ملک میں اردو پڑھنے والے بھی ٹیکس دہندہ ہیں، یہ لوگ بھی ٹیکس دیتے ہیں۔(رخنہ) اردو ملک کی سب سے زیادہ ہر دل عزیز اور سب سے میٹھی زبان مانی جاتی ہے۔

اسپیکر صاحبہ: جو عزت مآب میمبران اس بحث میں دلچسپی رکھتے ہیں وہ اپنا نام بھیج دیں۔

(رخنہ)

اسپیکر صاحبہ: جناب لالو پرساد، جناب رام کشن، جناب راکیش سچان، جناب دھرمندر یادو، جناب نامانا گیشور راؤ، جناب عبدالرحمان، جناب شیلیندر کمار اور جناب ایم ڈی راجیش اسکے تعلق سے اپنی دلچسپی رکھتے ہیں۔

جناب سندیپ بندوپادھیائے (کولکاتا شمال): میڈم اسپیکر، اردو زبان ایک میٹھی زبان ہے ملائم سنگھ جی نے جو معاملہ یہاں رکھا ہے میں انکو اپنا پورا support دیتا ہوں۔ہم چاہتے ہیں کہ سارے ملک میں۔۔۔اردو زبان کو اس کا status دینا چاہئے۔اگر اردو زبان کو کوئی protection نہیں دیا جائیگا تو ہم لوگ اسکے خلاف ضرور لڑیں گے۔

جناب وی نارائن سامی: میڈم، اس ہاؤس کے سینئر لیڈر ملائم سنگھ یادو جی نے بہت ہی اہم معاملہ اٹھایا ہے۔اردو اس ملک کی بہت ہی اہم زبان ہے۔

اسپیکر صاحبہ: معزز اراکین، آپ میں سے جو حضرات اس اہم ترین معاملے، یعنی اردو زبان کی اہمیت سے اپنی وابستگی چاہتے ہیں وہ اپنے نام بھیج دیں۔

جناب گوپی ناتھ منڈے: اسپیکر صاحبہ، جناب ملائم سنگھ جی نے اردو زبان کے لئے جو کہا، اردو زبان ملک کی زبان ہے، کسی مذہب کی زبان نہیں ہے۔اسلئے اردو زبان کی اہمیت کو سمجھنا چاہئے، اسے اہمیت دینی چاہئے۔اردو زبان کے اشتہارات بند کرنا غلط ہے۔۔۔اس کے

ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے یہ دور ہونی چاہئے۔

دارا سنگھ (گھوسی): اسپیکر صاحبہ، یہ صحیح ہے کہ اردو زبان بہت ہی میٹھی زبان ہے، اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ہم لوگ جانتے ہیں پرانے زمانے میں خط و کتابت اردو زبان میں ہی ہوتی تھی اس لئے اس معاملے پر بحث ہونی چاہئے۔ میں آپ کے وسیلے سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج اتر پردیش سرکار کو اردو کی ترقی کیلئے پوری حمایت دینی چاہیے...(رخنہ)...

اسپیکر صاحبہ: لالو جی، آپ بیٹھ جائیے۔ جناب محبوب بیگ کو بولنے دیجئے، لالو جی...آپ بہت اونچی آواز میں بول رہے ہیں؟ آپ پہلے بیگ جی کو بول لینے دیجئے۔ آپ بیٹھئے۔

ڈاکٹر مرزا محبوب بیگ (اننت ناگ): میڈم اسپیکر، میں اپنے آپ کو۔۔(رخنہ)...

اسپیکر صاحبہ: یہ کیا ہو رہا ہے؟ اتنی میٹھی زبان کے لئے بات کرتے وقت شور نہیں مچائیے۔ آپ باتوں میں مٹھاس لائیے۔ بیگ جی بولئے۔

ڈاکٹر مرزا محبوب بیگ: میڈم ..زبانی جمع خرچ سے کچھ نہیں ہوگا۔ برائے مہربانی اس کی طرف توجہ دی جائے۔ یہ زبان ہماری تہذیب، ہمارے تمدن سے جڑی ہوئی ہے۔ ہماری جڑیں اس زبان کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اردو کے ساتھ انصاف کیا جائے۔ پورا ہاؤس کہہ رہا ہے کہ اردو کے ساتھ انصاف کریں۔ مگر عملی طور پر یہ ہو رہا ہے کہ اردو زبان میں جو اخبار شائع ہوتے ہیں انہیں اشتہار نہیں ملتے ہیں، ان کی حوصلہ افزائی نہیں ہوتی ہے۔

اسپیکر صاحبہ: اس کے لئے آپ کی طرف سے direction آنا چاہئے یہ سارے ہاؤس کا concern ہے کہ اس زبان کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے، امتیاز ہوا ہے، اسے ہماری تہذیب اور ہمارے تمدن کے ساتھ جڑی ہوئی زبان سمجھا جائے اور اسکے فروغ کیلئے آج ہی تمام اقدامات کئے جائیں جس سے ہندوستان کی اس زبان کو وہی وقار ملے جس کی یہ پوری حق دار ہے۔ شکریہ

ڈاکٹر فاروق عبداللہ: محترمہ، میں خاص کر شتروگھن سنہا صاحب سے کہنا چاہتا ہوں کیوں کہ یہ فلمی دنیا کو Represent کرتے ہیں۔ اردو کو اگر کسی نے زندہ رکھا ہے تو وہ ہندوستان کی Film Industry ہے۔ میں آج سارے ہاؤس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ لوگ نہیں ہوتے تو اردو کب کی مر گئی ہوتی۔ میں تہہ دل سے آپ کی ساری Industry کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ہندوستان میں اردو اسی طرح چمکے گی جس طرح باقی زبانیں چمک رہی ہیں۔ ایسا ہوگا اور اس میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔

جناب غلام نبی آزاد: اسپیکر صاحبہ، یہ پہلا موقع ہے کہ جب ہاؤس کے سبھی طرف اور خاص طور سے بی جے پی کے ڈپٹی لیڈر نے بھی اردو کے لئے اپنی حمایت دی ہے۔

جناب گنیش سنگھ (ستنا): ہم نے کبھی مخالفت نہیں کی۔

جناب غلام نبی آزاد: میں آپ کی تعریف ہی کر رہا ہوں، گالی نہیں دے رہا ہوں۔ خاص طور سے بی جے پی کے ڈپٹی لیڈر نے بھی اپنی حمایت اردو کے لئے دی جو بہت ہی خوشی کی بات ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے ابھی دس بارہ دن پہلے پورے ملک کے اردو کے جو اخباری رپورٹر دہلی میں ہیں وہ مجھ سے ملے اور انہوں نے کہا کہ اگر اردو زبان کو زندہ رکھنا ہے تو سرکار کو کچھ کرنا ہوگا۔

جناب حکیم دیونارائن یادو (مدھوبنی) : سرکار آپ کی ہے تو آپ کر لیجئے۔

جناب غلام نبی آزاد: اس میں جواب سرکار ہی کو دینا ہوگا۔۔۔میں نے کل اس بات کو کہا تھا۔آپ میرے جواب کے وقت موجو نہیں تھے۔کل وزیر خزانہ اور میں نے جواب دیا کہ کسی بھی پالیسی کو نافذ العمل صرف مرکزی سرکار نہیں کر سکتی ہے۔۔۔اب 70 کی دہائی نہیں ہے جب مرکز اور ریاستوں میں ایک ہی پارٹی کی حکومت ہوتی تھی۔۔۔اسلئے اردو کو صرف مرکزی سرکار کے سطح پر ہی نہیں بلکہ سبھی ریاستی سرکاروں کو اپنی اپنی ریاستوں میں اسکی مدد کرنی ہوگی۔

جناب شتروگھن سنہا: (پٹنہ صاحب) :اسپیکر صاحبہ، اردو ہماری زبان ہے، یہ کسی خاص مذہب کی زبان نہیں ہے۔اردو ہر مذہب کی زبان ہے، اردو انسانیت کی زبان ہے اور اردو ہندوستان کی زبان ہے۔۔۔۔فراق گورکھ پوری نے اپنی پوری زندگی اردو کی خدمت میں لگادی۔۔۔ابھی جیسا کہ ہمارے بھائی فاروق عبداللہ صاحب نے کہا کہ فلموں کا اس میں بہت بڑا ہاتھ ہے، یقیناً زبان کے معاملہ میں چاہے ہندی ہو چاہے اردو ہو دونوں ہماری اپنی زبانیں ہیں۔انکے فروغ اور تحفظ میں اگر سب سے زیادہ کسی کا ہاتھ ہے تو وہ ہماری ہندوستانی فلموں کا ہاتھ ہے۔ ہندوستان کا کوئی ایسا صوبہ نہیں ہے اور شاید کوئی ایسا شہری نہیں ہے جو اپنی عام زندگی میں روزانہ اردو کا استعمال نہیں کرتا ہو۔عام آدمی تخلیہ ہو یا تنہائی ہو، عام آدمی ہو یا خاص آدمی ہو جو بھی ہے وہ سب اردو ہے۔اردو کا اتنا اچھا سنگم ہے کہ ہم گنگا جمنی تہذیب کی بات کرتے ہیں... یہ ہماری زبان ہے، ہندوستان کی زبان ہے۔۔۔سرکار اس کے ساتھ انصاف کر رہی ہے یا نہیں کر رہی ہے؟۔ ہمارے اردو کے اخبار پورے ملک میں نکلتے ہیں۔۔۔دنیا کے ہر کونے میں ہیں۔لیکن کیا اردو کے اخباروں کو جو حمایت ملنی چاہیئے وہ ہماری اور ہماری سرکار کی طرف سے مل رہی ہے؟ کیا اردو زبان کو اسکول اور کالج میں جو اہمیت ملنی چاہیئے وہ وہاں مل رہی ہے اور اگر نہیں مل رہی ہے تو کیوں نہیں مل رہی ہے، کیوں کہ یہ ہماری زبان ہے، عام آدمی کی زبان ہے، آپ کی اور پورے پارلیمنٹ کی زبان ہے، سب کی زبان ہے۔ملک میں ایک بھی آدمی ایسا نہیں ہوگا جو ایک بھی جملہ اردو کی بیساکھی کے بغیر ادا کرتا ہو، یعنی اردو بیساکھی بھی ہے، یہ ہمارا ساتھ بھی دیتی ہے، یہ ہمارے ساتھ ہے۔اردو صدیوں سے چلی آرہی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ سرکار کو اسکے لئے آگے کچھ اور ٹھوس قدم اٹھانے پڑیں گے۔ ان اخباروں کی اور حوصلہ افزائی کرنی پڑیگی ان کو بڑھانا پڑیگا۔اردو کا رواج اسکول، کالج میں اور ہر جگہ ہونا چاہئے۔آج جیسے ہم سنسکرت اور ہندی پر زور دے رہے ہیں اس سے زیادہ نہیں تو اتنا ہی اردو پر بھی زور دینا چاہئے۔ شکریہ

جناب گروداس داس گپت (گھاٹل) :اسپیکر صاحبہ، ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اردو ہندوستان کے محنت کش عوام کی زبان ہے۔اردو کی ترقی کے لئے سرکار کی طرف سے کارروائی کرنی ضروری ہے۔۔۔ہندی کے ساتھ اردو کو بھی جگہ دی جائے۔

جناب بسودیو اچاریہ (بانکورا) :اردو زبان بولنے والے ملک کے ہر صوبے میں ہیں۔۔۔ملک آزاد ہونے کے بعد اردو کو مرکزی حکومت کی طرف سے جتنی مدد ملنی چاہیئے تھی اتنی نہیں ملی۔

کماری ممتا بنرجی (وزیر ریل) :میڈم اسپیکر...آج اردو زبان کے بارے میں جو بحث ہو رہی ہے وہ اس سے پہلے مجھے دیکھنے کو نہیں ملی۔ اس لئے میں جناب ملائم سنگھ جی اور ہر ممبر کو اسکے لئے مبارک باد دینا چاہتی ہوں۔اردو ایک میٹھی زبان ہے مجھے اس زبان سے محبت ہے...

اردو میں جوشاعری ہوتی ہے وہ سب کی زبان پر ہوتی ہے۔۔۔جیسے ہندی ہمارے ملک کی ایک اہم زبان ہے ویسے ہی ہر صوبے کی اپنی زبان ہوتی ہے اور خاص طور سے اردو۔اردو کی طرف زیادہ دھیان دینا ضروری ہے۔اردو اخباروں کو جو اشتہار دیا جاتا تھا اسے شروع کیا جائے۔۔۔۔ جہاں دس فیصد لوگ اردو پڑھتے ہیں اور بولتے ہیں وہاں اردو زبان کو اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں لازمی کرنا ضروری ہے۔میں چاہتی ہوں کہ اردو یونیورسٹیاں بھی ہوں.ہمارے ملک میں اردو زبان بولنے والے بہت سارے آدمی ہیں۔ ہمارے صوبہ میں 30 فیصد کے قریب لوگ اردو بولتے ہیں جس میں اقلیتی برادری بھی شامل ہے۔۔۔۔۔۔.جس صوبے نے اردو کیلئے کام نہیں کیا ہے وہاں یہ کرنا ضروری ہے۔اردو زبان کو بڑھاوا دینے،پروٹیکشن دینے اور لازمی کرنے کیلئے ایک جامع منصوبہ بنانا ضروری ہے۔۔۔میڈم جب میں وزیر ریل بنی تو اسوقت ایک چھوٹا سا موقع میرے سامنے آیا۔اسی وقت میں نے ریلوے بھرتی بورڈ کے امتحان دینے کیلئے انگریزی اور ہندی کے ساتھ ساتھ اردو زبان کو بھی لازمی کردیا اور اس میں تمام علاقائی زبانوں کو بھی جوڑ دیا اس طرح سے اردو کو تحفظ دے کر آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔

اسپیکر صاحبہ:اس وقت سبھی ممبران نے اردو زبان کی جو حالت ہے،اردو اخبار نویسوں کی جو حالت ہے،اسے لے کر اپنی فکر ظاہر کی ہے،اس لئے میں چاہتی ہوں کہ سرکار اس طرف پوری طرح سے توجہ دے۔

جناب پرنب مکھرجی (وزیر مالیات) :میڈم اسپیکر،کابینہ کے عزت مآب ارکان سمیت معزز اراکین نے جن جذبات واحساسات کا ظہار کیا ہے میں ان سے پوری طرح اتفاق کرتا ہوں۔اس بارے میں دو رائے نہیں ہوسکتیں۔۔۔۔۔چنانچہ میں اس سے اتفاق رکھتا ہوں کہ ہم ایک اعلا ثقافتی ورثے کے امین ہیں اور اردو اس کا لازمی حصہ ہے۔اسلئے میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ حکومت اس زبان کو استقامت دینے کیلئے ،جو کہ عظیم قومی وراثت کا حصہ ہے، یقیناً قدم اٹھائے گی۔۔۔۔عام طور پر ہاؤس میں زیر بحث معاملات پر اختلاف دیکھنے کو ملتا ہے لیکن یہ ایک ایسا موقع ہے جب پورا ہاؤس متحد پایا گیا اور پورے ہاؤس نے اس معاملے سے اپنی یک جہتی کا اظہار کیا۔اس لئے اسے مدنظر رکھتے ہوئے میڈم،میں آپ کو اور آپ کے ذریعے پورے ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلہ میں تمام مناسب اقدامات کئے جائیں گے۔شکریہ

3. اتر پردیش میں اردو کے آئینی حقوق کی بحالی کے مطالبات کا چارٹر:

اتر پردیش اردو کا جنم بھوم، گھر اور علاقہ ہے۔ ماضی میں اردو کئی ناموں سے موسوم کی جاتی رہی ہے۔ اس کے ان کئی ناموں میں سے ایک نام ہندی رہا ہے۔ کاش کہ ہمیشہ رہتا۔ اور ایسا دور بھی گزرا ہے جب ہندی اور اردو میں صرف رسم الخط کا فرق تھا زبان ایک تھی۔ یوپی میں ہمیشہ کی طرح آج بھی اردو کروڑوں لوگوں کی مادری زبان ہے اور یوپی کے سبھی رہنے والے آج بھی ایک ہی زبان میں بات چیت کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اس سچائی کی تصدیق کرنا چاہے تو وہ یوپی کے کسی چھوٹے بڑے شہر میں گھوم پھر کر غور سے سنے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ سب لوگ ایک ہی زبان بول رہے ہیں۔ اور اردو اسی بول چال کی زبان کی بہترین مقبول ترین اور جدید ترین معیاری شکل ہے۔ آزادی سے پہلے سو سال سے زیادہ تک انگریزی کے ساتھ اردو ہندستان کی سرکاری زبان رہی ہے۔ اور اسے تعلیم کے میڈیم کی حیثیت سے، دفاتر میں، عدلیہ اور صحافت میں استعمال کیا گیا ہے۔ مزید براں اردو صحافت، شاعری اور فن تقریر نے ماضی میں کم از کم چار بار ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ پہلی بار 1757 کی جنگ میں سراج الدولہ کے ساتھ، دوسری بار اٹھارویں صدی کے آخری دہے میں ٹیپو سلطان کے ساتھ، تیسری بار 1857 کی جنگ آزادی میں اور آخری بار عدم تشدد پر مبنی اُس طویل جدوجہد میں جس نے 1947 میں انگریزی اقتدار کو پورے ہندوستان میں بالآخر ختم کر دیا۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ یہ وہی آزادی تھی جس کے حصول کے لئے اردو نے اپنی بہترین خدمات انجام دیں، جیسے ہی اس ملک میں اس کا سورج طلوع ہوا، یوپی میں اردو پر بے بنیاد الزامات لگا کر اسے بیک جنبش قلم ختم کرنے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگنے دیا گیا۔ اس بنا پر اردو ملک کو آزادی ملتے ہی پانچویں بار خود اپنے ہی ملک اور جنم بھوم میں اپنی بقاء اور اپنے آئینی حقوق کی طویل جدوجہد میں پھر مصروف ہوگئی۔ جدوجہد ہنوز جاری ہے۔ بہرحال برے دن گزر گئے ہیں۔ قوم اپنی زبانوں میں سے ایک پر کی گئی ناانصافی کے ازالہ پر آمادہ نظر آتی ہے۔ ہندستان کا سیکولر آئین کئی برسوں سے نافذ ہے جو اپنے تمام شہریوں کو انصاف، آزادی، برابری اور برادری کی ضمانت دیتا ہے۔ اردو ہر اعتبار سے ایک ہندوستانی زبان ہے اور تاریخ کی رو سے اس کا پہلا متعین اور ناقابل تردید علاقہ اتر پردیش ہے اور اس بات میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اردو کے ساتھ پورے ملک میں سب سے زیادہ حق تلفی یوپی میں ہوئی اور اب بھی ہو رہی ہے۔ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اردو نے اپنے علاقے میں ضبط شدہ حقوق کی بحالی کے لئے کافی طویل عرصہ تک انتظار کیا ہے۔ یہاں اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہوگا کہ اردو والے گزشتہ 65 سال سے مرکز اور ریاست کو خدمات کی ادائیگی کے لئے ہر طرح کے ٹیکس ادا کرتے چلے آرہے ہیں جبکہ حکومت ان کے بچوں کو ان کی مادری زبان میں معیاری تعلیم تک فراہم کرنے میں ناکام رہی ہے۔ لہٰذا اردو برادری کے اس خسارہ کی تلافی کے لئے سرکار کی اخلاقی ذمہ داری ہوگی کہ وہ اگلے 65 سال تک اردو تعلیم پر معمول سے دوگنی رقوم خرچ کرے۔ بہرحال اب جیسے ہمارے حالات ہیں ان میں یہ ضروری بھی ہے اور ممکن بھی کہ یوپی میں اردو کے مسئلہ کو قطعی طور پر حل کر دیا جائے۔ اس بات کا اعلان کیا جائے کہ یوپی ایک ذو لسانی (bilingual) ریاست ہے۔ جس کی دونوں علاقائی زبانیں ہندی اور اردو سرکاری زبانیں ہیں۔ یہ کام حکومت یوپی کے لئے

آسان ہے۔اسے ہندوستان کے آئین کی دفعہ 345 کے تحت بنے ہوئے اتر پردیش لینگویج ایکٹ 1951/1989 میں ترمیم کرکے آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔دوسری صورت میں صدر جمہوریہ کی جانب سے آئین کی دفعہ 347 کا استعمال کرکے اس مقصد کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔دفعہ 347 کے انگریزی متن کا اردو ترجمہ درجہ ذیل ہے:

"اس بارے میں مطالبہ کیے جانے پر صدر، اگر وہ مطمئن ہو کہ کسی ریاست کی آبادی سے قابل لحاظ تناسب کی خواہش ہے کہ وہ ریاست کی کسی زبان کے استعمال کو جس کو وہ بولتے ہیں، تسلیم کرے تو ہدایت کرسکے گا کہ ایسی زبان بھی اس ریاست بھر میں یا اس کے کسی حصہ میں اس غرض کے لئے ،جس کی وہ صراحت کرے، سرکاری طور پر تسلیم کرلی جائے۔"

اس طرح صدر جمہوریہ مطمئن ہوں تو ریاست اتر پردیش کو ہدایت دے سکتے ہیں کہ ریاست تعلیمی شعبہ میں اردو کو اس کے اپنے قدیم رسم الخط کے ساتھ ذریعہ تعلیم کی حیثیت دے گی اور اسے ایک زبان کی حیثیت سے پڑھائے جانے کے لئے بھی لازمی حیثیت سے جزو نصاب بنائے گی۔تمام سرکاری دفاتر اور سرکاری ونیم سرکاری اداروں میں، قانون سازیہ، عدلیہ، گزٹ، اعلانات واشتہارات، آرٹ اور کلچرل فعالیت اور شہریوں اور حکومتی اداروں کے درمیان خط وکتابت میں اور حلف اٹھانے میں اردو آزادانہ استعمال کی جاسکے گی۔اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اردو عوام وخواص کی طرف سے، اردو بولنے والوں، اردو کو رابطہ کی زبان کی حیثیت سے استعمال کرنے والوں، اردو کے حامیوں اور چاہنے والوں کی نمائندہ تعداد کے کم از کم 20 لاکھ دستخطوں کے ساتھ **اردو میمورینڈم-2** صدر جمہوریہ کی خدمت میں پیش کرنے کا اہتمام کرنا ہوگا۔یہ دستخط انجمن ترقی اردو ہند یا اسی کے معیار کی اردو کی کسی دوسری قابل اعتبار شہرت رکھنے والی تنظیم کے توسط سے جمع کئے جاسکتے ہیں۔اردو تحریک مندرجہ بالا دونوں صورتوں کو پیش نظر رکھ کر آگے بڑھ سکتی ہے۔چارٹر کا متن درج ذیل لفظیات پر مشتمل ہوسکتا ہے:

اتر پردیش کی اردو بولنے والی کمیونٹی کے افراد اپنی بھاری تعداد کے پیش نظر، ریاست میں برابر کے شہری ہونے کے ناتے، ٹیکس دہندگان ہونے کی بنا پر، اردو کو اپنی پہلی یعنی مادری زبان ماننے والوں کی حیثیت سے اور اردو کے آئینی حقوق کی بحالی کو عملی بنانے کے مقصد سے حکومت یوپی سے برائے مہربانی درج ذیل مطالبات کو تسلیم کرنے اور قانونی شکل دینے کی خواہش کا ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر واضح طور پر اظہار کرتے ہیں اور مودبانہ درخواست کرتے ہیں کہ یوپی میں اردو والوں کو بھی اپنی مادری زبان کے ضمن میں بغیر رکاوٹ یا تعصب کے آئینی حقوق سے بالکل اسی طرح استفادہ کرنے کا موقع عملی طور پر فراہم کیا جائے جس طرح سے دوسری قومی زبانوں والے کرتے چلے آ رہے ہیں اور اس ضمن میں درج ذیل مطالبات حکومت کے غوروفکر اور منظوری کے لئے پیش کرتے ہیں:

1. تمام ریاست اتر پردیش میں ہندی کے ساتھ اردو کو بھی ایک علاقائی اور سرکاری زبان کا درجہ فراہم کرایا جائے۔

2. اردو بولنے والے خاندانوں کے بچوں کو پہلی سے بارہویں کلاس تک ساری ریاست میں اردو میڈیم اسکولوں کے ذریعے تعلیم دی

جائے۔

3. اردو میڈیم اسکول دوطرح کے ہوں گے (الف) شہری اور دیہی گنجان اقلیتی آبادی والے علاقوں میں کھولے جانے والے سرکاری اردو میڈیم اسکول۔

(ب) پرائیویٹ اردو میڈیم اسکول جنہیں رکگنیشن (recognition) کی وہی سہولیات اور آسانیاں ہوں جو ہندی یا دوسرے میڈیم والے اسکولوں کے لئے قانونی طور پر فراہم ہیں اوران اسکولوں کو بھی اسی یا اسی طرح کے سرکاری انتظام کے تحت رکھا جائے۔مختصر یہ کہ اردو میڈیم اسکولوں کو ہر حالت میں جملہ مقاصد کے لئے دوسرے اسی طرح کے اسکولوں کے ساتھ برابری کا درجہ حاصل رہے۔

4. ایسے تمام طلبا کے لئے جن کی پہلی یا دوسری زبان اردو ہے ریاست کے تمام ہندی اور انگلش میڈیم اسکولوں میں اردو کو ایک سبجیکٹ کی حیثیت سے پڑھنے کی سہولت فراہم کی جائے۔

5. تمام اردو میڈیم اسکولوں کو خواہ وہ سرکاری ہوں یا پرائیویٹ (ریکگنائزڈ) جملہ مضامین کی معیاری اردو درسی کتابیں فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہوگی۔ یہ کتابیں مناسب قیمت پر اسکول سیشن شروع ہونے کے پہلے دن فراہم کرنا ضروری ہوگا۔ریاستی سرکار NCPUL یا اسی کے معیار کی کسی اور اردو کو بڑھاوا دینے والی بھروسے کی ایجنسی سے کتابیں لکھوانے اور چھپوانے میں مدد لے سکتی ہے۔

6. دونوں طرح کے اردو میڈیم اسکولوں کے لئے کوالی فائڈ اور تربیت یافتہ ٹیچر فراہم کرنا ریاستی حکومت کی ذمہ داری ہوگی۔

7. سرکاری اردو میڈیم اسکولوں کے پرنسپل صاحبان اور ٹیچروں کے لئے رہائشی کواٹروں کی تعمیر کے لئے سرکار فنڈ فراہم کرے گی۔

8. اسکولوں کے جملہ تعلیمی معاملات میں جیسے نصاب، کتابوں کا انتخاب، ٹیچروں کی کوالیفیکیشن اور تربیت کی معیار سازی وغیرہ سرکار صرف جانے مانے سیکولر ماہرین تعلیم سے ہی کرانے کی پابند ہوگی۔

9. ایسے گاؤں یا شہر میں جہاں مقامی لوگ سرکاری اسکول بنانے کے لئے زمین فراہم نہ کر پائیں وہاں زمین فراہم کرانے کی ذمہ داری سرکار کی ہوگی۔

10. اسکولوں میں تھری لینگویج فارمولے (مادری زبان،سرکاری دفتری زبان، انگریزی) میں سنسکرت یا کسی بھی کلاسکل زبان کو شامل نہ کیا جائے اور نہ ہی کسی کلاسکل زبان کو تمام طلبا کیلئے لازمی کیا جائے۔کلاسکل زبان کو صرف اختیاری مضمون کی حیثیت سے پڑھایا جائے۔ کلاسکل زبانوں بشمولیت سنسکرت کے لئے پورے احترام کے ساتھ عرض ہے کہ انہیں پڑھانے کے لئے کسی بھی جدید معیاری ہندستانی مادری زبان والے بچوں کو ان کی مادری زبان پڑھنے سے محروم نہ کیا جائے۔

11. حکومت اقلیتوں کے مفاد کے تحفظ کے پیش نظر اس بات کا خاص طور پر خیال رکھے گی کہ اُن مقاصد کو مدنظر رکھ کر جن کے لئے دراصل یہ دفعات مرتب کی گئی ہیں یعنی آئین ہند کی دفعات 30و29 کو جہاں ضروری ہو تمام اقلیتوں کے کلچر، زبان، رسم الخط اور تعلیمی اداروں کے تحفظ کے لئے حتمی طور پر بلا تکلف استعمال کیا جائے۔"ان اقلیتوں کی اساس خواہ مذہب ہو یا زبان"۔ان دفعات میں عدلیہ اگر کبھی کسی خلا یا گڈھے کا درک کرتی ہے جس سے ان دفعات کی تشریحات ایک کے بجائے دو یا دو سے زیادہ ممکن ہوں تو ہمارے ملک کی عظیم

پارلیمنٹ کے ممبران اقلیتوں کی مدد کے لئے اپنی پہلی سہولت میں متفقہ طور پر ترمیم کے ذریعہ اس خلا کو دور کرکے قومی سطح پر سیاسی فیاضی کا ثبوت دے سکتے ہیں تاکہ یہ دفعات ان مقاصد کو پورا کرتی رہیں جن کے لئے ریپبلک کے بانی بزرگوں نے انہین وضع کیا تھا۔

12. یوپی اسٹیٹ گورنمنٹ ایجوکیشن کوڈ کی دفعہ 80 میں بیان کیا گیا ہے کہ سرکار سے منظور شدہ تمام سرکاری اسکولوں میں ذریعہ تعلیم ہندی دیوناگری رسم الخط کے ساتھ ہوگی۔اب مہربانی کرکے اسے اس طرح ترمیم کیا جا سکتا ہے کہ .سرکار سے منظور شدہ تمام سرکاری اسکولوں میں حسب ضرورت ہندی یا اردو اپنے اپنے رسم الخطوں کے ساتھ ذریعہ تعلیم ہوں گی۔

13. آئین ہند کی دفعہ 208 کے تحت اترپردیش اسمبلی کے بنائے ہوئے ضابطہ نمبر 282 کے مطابق اسمبلی کا کام ہندی زبان دیوناگری رسم الخط میں ہوگا۔اس کے علاوہ اسپیکر کی ڈائریکشن نمبر 161 کہتی ہے کہ:' اسمبلی کی کارروائی کی زبان ہندی دیوناگری رسم الخط کے ساتھ ہے۔جب تک یہ قانون ہے تب تک اسمبلی سیکریٹریٹ میں کسی دوسری زبان کے رسم الخط میں کام نہ کیا جائے اور نہ کسی دوسری زبان یا رسم الخط میں موصول شدہ درخواستوں پر عمل درآمد ہوگا۔یہ حکم اترپردیش کے باشندوں کی درخواستوں کے بارے میں بھی ہوگا'۔سوال یہ ہے کہ کیا یہ ضابطہ اور ڈائریکشن آئین کی دفعہ 350 کی اسپرٹ کے منافی نہیں ہیں؟

14. راجیہ سوچنا آیوگ (سنچالن) نیماولی 2008،آرٹی آئی ایکٹ 2005 کی اسپرٹ کے خلاف ہے۔اس ایکٹ کا سیکشن 4 کہتا ہے کہ آرٹی آئی کی درخواست ہندی یا انگلش یا علاقائی سرکاری زبان میں دی جاسکتی ہے۔چوں کہ یوپی کی دوسری سرکاری زبان اردو ہے اس لئے اس رول کو بدلنا لازم ہو جاتا ہے۔

15. عدلیہ میں سال 1900 سے اردو کے ساتھ ہندی استعمال ہوتی چلی آرہی تھی۔اسی طرح اب اردو کو ہندی کے ساتھ استعمال کرنے کی سہولت ہونا چاہئے۔مزید براں یوپی سروسز رولز کے مطابق سال 1951 سے 100 نمبر کے ٹیسٹ پیپر میں 40 نمبر اردو کے تھے۔ اس سہولت کو 2001 مین بند کردیا گیا ہے حالانکہ ہندی سے پہلے کے سوسال سے زیادہ کے سرکاری ریکارڈ پڑھنے کے لئے اردو کی ضرورت اب بھی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔اس ٹیسٹ میں اردو کو فوراً بحال کئے جانے کی ایک اضافی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے۔

16. انتظامیہ میں اردو مخالف ذہنیت پر قابو پانے کی تمام تر ذمہ داری ریاستی حکومت کی ہے۔لہذا سرکار سے جائز طور پر یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنی اس ذمہ داری کو بہر طور پر پورا کرے گی۔

عزیز احمد

ڈائریکٹر

الامین اردو مرکز،الامین آئی آئی ٹی

بلند شہر روڈ. ہاپوڑ۔245101، اترپردیش

email: azizahmad80@gmail.com